REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۲ — شمارہ ۲۸/۲۹

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516.

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۲۳/۲۹ محرم ۱۴۱۴ ہجری — ۱۵/۲۲ وفا ۱۳۷۲ ہش — ۱۵/۲۲ جولائی ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۹ جولائی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ)

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

حضور پُر نور یورپ کے سفر سے بخیریت لنڈن تشریف لے آئے اور آج مسجد فضل لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ یو.کے کے سالانہ اجتماع کا افتتاح بھی فرمایا حضور نے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا اور دعا کرائی۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔ جھوٹ مت بولو۔ افترا مت کرو اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو اور ہر قسم کے گناہ سے بچتے رہو اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ ... گورنمنٹ ... جس کے زیر سایہ تمہارے مال اور آبروئیں اور جانیں محفوظ ہیں بصدق اس کے وفادار تابعدار رہو اور چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دل سے اس کی پرستش کرو اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو اور بد صحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بد نگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو ... ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے۔ اور چاہیئے کہ تم اس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اسی پر تجلی فرماتا ہے جو اسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں۔ اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزّہ ہیں وہ اس کی وحی کی جگہ ہیں اور ہر ایک جو اس کی رضا میں فنا ہو جاتا ہے اس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔“

(کشف الغطاء صفحہ ۱۸۷-۱۸۸)

جلسہ سالانہ قادیان دارالامان ۱۹۹۳ء کی

تاریخوں میں تبدیلی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ ارشاد کے مطابق امسال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کی بجائے ۲۳، ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۹۳ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔

احباب جماعت اس تبدیلی کو نوٹ فرمالیں اور اس کے مطابق جلسہ سالانہ میں شرکت کا پروگرام بنائیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں احباب جماعت کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ ۹ جولائی ۱۹۹۳ء

آج کل عالم کی روحانی بیماری کی تشخیص توحید سے ہٹ جانا ہے

توحید کا مضمون سیکھنا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی سیرت کا ہر پہلو ہمارے لئے شاہد ناطق ہوگا

ازسیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

لنڈن (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ / وفا ۱۳۷۲ ہش

ملکی اخبارات کا قومی فریضہ

(۳)

مذکورہ عنوان کے تحت ہم گزشتہ ہفتے امن وانصاف اور یکجہتی ویگانگت کے حوالے سے عرض کر چکے ہیں کہ ملک دشمن سے لت پت خبریں نجیدہ اور گمراہ کن معلومات کے کیا نقصانات ہیں اور یہ کہ انتہا پسندانہ عنصر لئے ہوئے پُر جوش اور بے ہوش مضامین لکھنا ہمارے ملک نہ صرف مُضر بلکہ پوری قوم کے لئے نہایت مہلک ہے۔

آج کی اس گفتگو میں اخبارات کے ہی حوالے سے جرائم اور بے حیائی کی خبروں اور ان کی اشاعت کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج کے دور میں جرائم اور بے حیائی سے بھرپور خبریں اور مناظر کسی بھی اخبار کی جان سمجھے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ رپورٹروں کو چھوڑا جاتا ہے اور تجسس کر کے ایسی خبروں اور ان کے مناظر کو اخبار کے صفحات پر زینت بخشی جاتی ہے۔ ایسی ہی خبروں سے استفادہ کر کے فلمیں بھی منظر عام پر آتی ہیں جن میں مار دھاڑ اور غنڈہ گردی کی ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ نوجوان اپنی عملی زندگی میں اخبار کی خبروں اور فلمی مناظر سے کہیں بڑھ کر جرائم سے بھرپور حرکات مذمومہ بجا لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایسی خبروں کی حمایت کرنے والے جھٹ کہہ دیں گے کہ ان کی اشاعت یا انہیں دکھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہر انسان کو اپنے معاشرے میں ہونے والے ایسے واقعات کا علم ہونا چاہیئے تاکہ وہ ان کے بد اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ جہاں تک جرائم کی خبروں کا تعلق ہے اگر بات عبرت کی حد تک ہو تو درست ہے لیکن اگر اس تأثر کو غلبہ حاصل ہو کہ جرائم پیشہ لوگوں کی زندگی کس قدر آسان اور عیش پرستی سے بھرپور ہے اور اُن کے نقصانات کو اس قدر کم کر کے دکھایا جائے کہ پڑھنے یا دیکھنے والا سمجھے کہ اس پیشہ کے نتیجہ میں جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ ان نقصانات سے کہیں کم بلکہ برائے نام ہیں۔ ایسی صورت میں ملک میں جرائم پیشہ لوگوں یا اُن کے معاونین و مددگاران کی تعداد میں سال بہ سال حیرت انگیز اضافہ ایک فطری بات ہے۔

جرائم کے ساتھ ساتھ یہی حال بے حیائی اور فحش کی اشاعت کا بھی ہے اس دور میں منافقت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ بے حیائی کی بات کو بھی اخبارات میں نہایت خوبصورت الفاظ میں دیدہ زیب تصاویر کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کہ انسان خاص طور پر نوجوان طبقہ جو پہلے ہی جوش و جذبے کے طوفان میں بہہ جانے کے لئے تیار رہتا ہے، ایسی خبروں کو پڑھتے ہی بالکل اسی طرح اغوا کاری یا عصمت دری کو بہادری کا کارنامہ سمجھنے لگتا ہے۔ اگر کوئی ہماری اس بات کو بے وزن سمجھے تو جرائم کے اُس دور کے اعداد و شمار جس میں کہ اخبارات میں ایسی خبریں چھاپنے سے بالعموم احتراز کیا جاتا تھا یا فلموں کے ذریعہ دکھانے میں ہچکچاہٹ محسوس کی جاتی تھی اور آج کے اس دور کے اعداد و شمار کا موازنہ کر کے دیکھ لے کہ کس طرح ان واقعات میں حیرت انگیز سطح تک اضافہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح شہروں اور دیہاتوں کا موازنہ کیا جائے اور پھر ہمارے ملک یا ہمارے جیسے دیگر ممالک کے مقابل پر امریکہ یا یورپ کے بعض اُن ممالک کا مقابلہ کیا جائے جہاں اشاعت فحش کو قابل تعریف فعل سمجھا جاتا ہے تو یہ حقیقت اُبھر کر سامنے آجائے گی اور ہر ذی ہوش اور عقلمند انسان یہ کہنے اور سمجھنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اس وقت دنیا میں جرائم اور بے حیائی کو بڑھانے میں اس کی اشاعت کرنے والوں کی بدنیتی کا بڑا دخل ہے۔

پس جب تک ہم اس منافقت کو ختم نہیں کرتے کہ بیڑی اور سگریٹ کے اشتہاروں کی طرح دل میں تو بے شک یہ ٹھان لیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کا استعمال کریں اور دکھاوے کے لئے اس کے پیکٹ کے کسی کونہ پر نہایت باریک قلم سے کہ پڑھا بھی نہ جائے یہ لکھ دیں کہ "سگریٹ پینا صحت کے لئے مُضر ہے" ہرگز برائیوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی سوچوں اور خواہشات کے مطابق اپنے عمل کو بھی ڈھالا جائے۔

پس دنیا میں بڑھتا ہوا فحش اور تیزی سے پھیلتے ہوئے جرائم جو آج اہلِ دنیا کیلئے ایک دردناک عذاب سے کم نہیں ان کے اضافے میں جہاں بعض اور عوامل بھی کارفرما ہیں اشاعت فحش اور اشاعتِ جرائم کرنے والے ادارے خواہ ان کا تعلق اخبارات سے ہو یا فلموں سے ہرگز اپنے آپ کو بری قرار نہیں دے سکتے۔ قرآن مجید میں اشاعت فحش کو ایک محبوب مشغلہ بنانے والوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہوگا (النور: ۲۰)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ایسی خبروں کی اشاعت پر پابندی لگنی چاہیئے یا پھر اگر شائع کیا جائے تو کس رنگ میں؟ اس سلسلہ میں ہماری رائے تو یہی ہے کہ نیک نیتی سے اظہارِ حقیقت کے طور پر ایسی خبروں کو شائع کرنا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں درست ہے لیکن اگر ایسی خبروں سے ہم اپنے اخبارات و رسائل کو چمکائیں اور دل میں یہ محسوس کریں کہ ان کی اشاعت کے نتیجہ میں چونکہ ہمارے اخبار یا رسالے کی سرکولیشن میں اضافہ ہوگا اس لئے منفی رنگ میں خوب سے خوب تر بنا کر پیش کریں تو یہ نہ صرف غلط بلکہ جرم پر ایک اور جرم ہوگا۔ جب ہم یہ بات سوچ کر قدم آگے بڑھائیں گے تو بہت سی ایسی خبروں کو جنہیں ہم روزانہ اخبار میں بلا خوف و خطر جگہ دیتے ہیں فضول سمجھ کر خارج کر دیں گے۔

بالآخر یہ بات یاد رکھی جانی چاہیئے کہ اگر بُرائی کا کثرت سے اس طور پر ذکر کیا جائے کہ سامع یا قاری اُسے ایک تفریحی چیز کے طور پر سُنے تو اس کے نتیجہ میں بُرائی کی شدت کا احساس دل سے رفتہ رفتہ مٹنے لگتا ہے لیکن اگر کسی بُرے واقعہ کا ذکر صرف اور صرف عبرت کے طور پر کیا جائے تو اس کے نتیجہ میں پڑھنے اور سننے والوں کو اس بُرائی سے بچنے کا احساس پیدا ہوگا۔ پس اگرچہ ہم اخبارات میں ایسی خبروں پر کلیتہً پابندی کے حق میں تو نہیں لیکن

(باقی صفحہ ۱۱ پر دیکھیئے)

ہوا کے دوش پہ آتے ہیں سب پیغام تیرے

ہدیۂ عقیدت آقا کے نام

ہوا کے دوش پہ آتے ہیں سب پیغام تیرے
خلوصِ دل سے ہیں ہم مانتے سب احکام تیرے

تیری زبان میں عجب تاثیر اور رس ہے
بشوق خطبہ ترا سنتے ہیں سب غلام تیرے

ہجر کے ماروں کا بھی شوقِ دید پورا ہوا
وصل کے بھوکوں کو ملتے ہیں نان و جام تیرے

فضا میں تجھ کو ہے مولیٰ نے کیسی شان بخشی
جل رہے ہیں عدو دیکھ کر اکرام تیرے

تیری آواز پہ قدغن تھی دیس میں اپنے
کسے ہے تاب کہ اب روک لے پیام تیرے

انعام تجھ کو جو بخشے ہیں حق تعالیٰ نے
کون ہے تجھ سے جو چھین سکے انعام تیرے

عطا کرے گا خدا تجھ کو تخت یوسفؑ بھی
شش جہت میں لہرائیں گے اعلام تیرے

(خواجہ عبدالمومن اوسلو (ناروے))

خطبہ جمعہ

جب بھی کوئی معاشرہ رزق حلال سے ہٹ جاتا ہے اور حرام رزق کی طلب پیدا ہو جاتی ہے تو وہ معاشرہ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے

مشرق میں رزقِ حرام آجکل ماں کے دودھ کی طرح پیا جا رہا ہے اور مغرب بھی حرام رزق کھانے کی طرف تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے

رزق حلال کے حق میں اگر آپ نے جہاد نہ کیا تو کوئی نہیں جو یہ جہاد کرے گا

ایک ہی انقلاب ہے جو اس ملک کو بچا سکتا ہے اور وہ احمدیت کا انقلاب ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ ہجرت (مئی) ۱۳۷۲ ہش ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:—

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝

(سورۃ البقرۃ آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱)

بعد ازاں حضور انور نے ارشاد فرمایا۔

گزشتہ جمعہ پر جو

تربیتی مضمون

بیان ہو رہا تھا اس سلسلہ میں ابتداءً میں نے ان آیات کی تلاوت کی تھی جو آج پھر تلاوت کی ہیں۔ مضمون کے تسلسل میں وقت گزر گیا اور ان آیات کا ترجمہ کرنا بھول گیا حالانکہ آغاز میں ان کا ترجمہ کرنے کے بعد پھر مضمون شروع ہونا چاہئے تھا لیکن اپنی ذات میں اس ترجمہ کے ساتھ کچھ ایسے گہرے تربیتی مضامین وابستہ ہیں کہ آج میں انشاء اللہ انہی سے بات شروع کروں گا۔ اور پھر اس کے دوسرے بعض امور جو پیش نظر ہیں وہ بھی انہی آیات کی روشنی میں پیش کئے جائیں گے۔

یہاں تمام بنی نوع انسان مخاطب ہیں اور قرآن کریم کا یہ انداز ہے کہ بسا اوقات يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کے ذریعہ خطاب فرماتا ہے اور اس میں خصوصیت سے امت محمدیہ پیش نظر ہوتی ہے اور بعض خطابات تمام بنی نوع انسان کو مشترک طور پر کئے جاتے ہیں اجتماعی حیثیت سے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ امور وہ ہیں جن کا فی الحقیقت ایمان سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تمام امور وہ ہیں جن کا بنیادی انسانی قدروں سے تعلق ہے اور ساری دنیا میں وہ قدریں مشترک ہیں۔ اس پہلو سے قرآن کریم کی آیات کا مطالعہ ایک حیرت انگیز فصاحت و بلاغت کا جہان انسان کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے مگر یہ تفصیل تو بہت لمبی ہے۔ میں مختصراً اس آیت سے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ رزقِ حلال کا انسانی معاشرے سے ایک گہرا تعلق ہے اور کوئی معاشرہ مذہب کا قائل ہو یا نہ ہو جب کبھی کوئی معاشرہ رزقِ حلال سے ہٹ جاتا ہے اور حرام مال کی طلب پیدا ہو جاتی ہے اور حرام مال کھانے میں کوئی قباحت باقی نہیں رہتی تو وہ معاشرہ ضرور ذلیل و رسوا ہو جایا کرتا ہے اور وہ اقتصادی نظام کامیابی کے ساتھ اور صحت کے ساتھ چل نہیں سکتا اس کی مثال اشتراکی دنیا کے اقتصادی نظام کے طور پر سامنے رکھی جا سکتی ہے۔

اشتراکی دنیا کی بنیاد ہی خدا کی نفی پر ہے اگر خدا کو تسلیم کر لیا جائے تو مارکس کا جدلی مادیت کا نظریہ بے معنی اور بے حقیقت ہو جاتا ہے اس لئے آغاز ہی میں اس نے خدا کا انکار کیا ہے اور عمداً سمجھ کر کیا ہے کہ اگر انسان خدا کا قائل ہو تو پھر کسی انسان کو اقتصادی نظام دینے کا حق نہیں۔ جس نے پیدا کیا ہے پھر وہی حق رکھتا ہے کہ وہ اقتصادی نظام دنیا کے سامنے پیش کرے۔ بہرحال یہ وہ معاشرہ ہے یہ وہ اقتصادی دنیا ہے جس کی بنیاد خدا کی نفی پر قائم کی گئی اور چونکہ رزقِ حلال کا تصور ختم ہو گیا اور رزقِ حلال کا گہرا رشتہ خدا کے تصور سے وابستہ ہے۔ جہاں خدا کے تصور کو اقتصادی دنیا سے نکال دیں گے وہاں لازماً حرام رزق کی طرف رجحانات بڑھنے شروع ہوں گے اور ایسی سوسائٹی آخرکار حرام خوری کے پر منتج ہو جایا کرتی ہے اور جہاں مذہبی دنیا میں آپ کو حرام مال کھانے کا ذوق شوق اور ولولہ دکھائی دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر مذہبی دنیا سے بھی زیادہ آپ کو دکھائی دیتا ہے وہ اس بات کا مظہر ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں جس خدا پر یقین رکھنے کا دعویٰ ہے اس خدا پر کوئی یقین نہیں چنانچہ قرآن کریم نے رزق حلال کے مضمون کو ساری قوم کی اخلاقی حالت کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے اور یہ ضروری ہے کہ انسان رزقِ حلال کمانے پر اور رزقِ حلال کھانے پر مضبوطی سے قائم ہو جائے کیونکہ اس کا دوسری بہت سی اخلاقی معاشرتی خرابیوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہو کسی نقطہ نظر سے تمہارا واسطہ ہو

رزقِ حلال کماؤ اور رزقِ حلال کھاؤ

كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا زمین میں سے اپنے لئے وہی چیزیں چنو جو حلال بھی ہیں اور طیب بھی ہیں

طیب کا مضمون حلال سے آگے ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر حلال چیز طیب ہو کیونکہ بعض دفعہ ایک حلال چیز گندی حالت میں یعنی ایسی ہوئی بدبودار حالت میں بھی پائی جاتی ہے۔ ایک چیز حلال ہے لیکن وہ اپنے اندر بعض دوسری قباحتیں بھی رکھتی ہے مثلاً بعض چیزوں میں ایسے مادے پائے جاتے ہیں کہ معدہ قبول نہیں کرتا حلال ہے مگر کھانے

گے تو نقصان اٹھائیں گے۔ ہر انسان کے لیئے طیب بدل جاتا ہے۔ بعضوں کو ایک چیز الرجی ہے۔ بعضوں کو اور بہت سی اچھی چیزوں سے الرجی ہے جو حلال ہیں اور اکثر کے لیئے طیب بھی ہیں لیکن انسان انسان کے ساتھ طیب کی تعریف کچھ نہ کچھ بدلتی رہتی ہے اور ہر شخص کا طیب اپنا ہے۔ اس میں اس کے مزاج کا دخل ہے۔ اس کے معاشرے کا دخل ہے۔ بعض چیزیں جو یہاں انگلستان میں کھائی جاتی ہیں ہماری عادات مختلف ہیں اس لیئے ان کو دیکھنے سے بھی متلی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ جو گھونگھوں میں سے جانور نکال نکال کر یہ اپنے گلوں میں اُلٹتے ہیں۔ باہر ریڑھیاں لگی ہوتی ہیں اور یہ بڑے شوق سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ کالج کے زمانہ میں تجربہ کے طور پر میں وہ کھانے بیٹھا۔ وہ منہ میں ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ اس قدر زور سے قے آئی کہ شرم کے مارے کہ لوگوں کے سامنے نہ آ جائے میں منہ پر ہاتھ رکھ کر ٹائیلٹ کی تلاش میں جہر دوڑا اور ایک طرف جا کر جبکہ بے اختیار ہو چکا تھا مجبوراً تھوکنی پڑی۔ تو حلال تھا اور ان لوگوں کے لئے طیب بھی تھا لیکن میرے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کے مزاج مختلف ہیں طیب نہیں تھا۔ پس حلال کے ساتھ طیب کی شرط لگا کر ایک اور مضمون بھی پیدا کر دیا گیا ہے کیونکہ طیب خاطرات کہتے ہیں جو مزاج کے مطابق ہو۔ اگر مزاج کی تعریف میں جسم کے ردّ عمل کو بھی شامل کر لیا جائے تو بہت سی الرجیز (ALLERGIES) کا تعلق، بہت سی بیماریوں کا تعلق ایسے کھانوں سے ہوتا ہے جو ویسے پسندیدہ ہیں لیکن انسان کے لیئے طیب نہیں ہیں۔ بہت سے لوگ مالٹے کا جوس پسند کرتے ہیں اور اب جو تحقیق ہے، اس سے پتہ چلا ہے کہ اکثر بچوں کو دمہ کی بیماری مالٹے کے جوس پلانے کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ بلکہ چھوٹی عمر سے ہی اس شوق سے کہ ہمارے بچے کی صحت اچھی ہو، اس کو مالٹے کا جوس پلایا کرتی تھیں اور اب وسیع پیمانہ پر تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اکثر دمہ کی وجہ بچپن کی عمر میں پلایا جانے والا یہی مالٹا ہے تو اس لیئے کہ طیب نہیں تھا۔ یعنی ایک اور بات یہ نکلی کہ عمر کے مطابق بھی پھر طیب کی احتیاط رکھنی ہوگی۔ بعض چیزیں ایک عمر میں جا کر طیب ہو سکتی ہیں ایک عمر میں طیب نہیں ہوتیں تو بہت ہی پیاری اور مکمل تعلیم ہے کہ

یا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔

تمہارے لیئے ہم نے بہت سے کھانے نکالے ہیں۔ ان میں سے حلال کھاؤ یعنی وہ کھاؤ جس کی خدا نے اجازت دی ہے اور طیب کھاؤ یعنی وہ کھاؤ جس کی تمہارا نفس اجازت دیتا ہے۔ جسے تمہارا نفس قبول کرتا ہے تو خدائی تعلیم کا اس طرح آپ تجزیہ کرکے دیکھیں تو "وَ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ" کا مضمون ہے جو یہاں بیان ہو گیا ہے۔ ایک خدا کا حق ہے اس کو پیش نظر رکھنا۔ ہرگز اس میں دخل اندازی نہ کرنا۔ پھر تمہارے نفس کا حق ہے اس کو بھی پیش نظر رکھنا۔ اگر ان دو باتوں کا خیال رکھو گے تو تمہاری صحتیں اچھی رہیں گی۔ تمہارا معاشرہ اچھا رہے گا۔ تم کئی قسم کی خرابیوں اور تکلیفوں سے بچ جاؤ گے۔

حلال کا جو مضمون آج یہاں خصوصیت کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ

لین دین کے معاملہ میں حلال کا مضمون ہے

جو اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ وہ رزق جو رشوت کے ذریعہ حاصل کیا جائے وہ رزق جو چور بازاری کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔ وہ رزق جو کسی کے اوپر ظلم کر کے اس کا مال کھا کر حاصل کیا جائے وہ رزق جو چیزیں بیچتے ہوئے دھوکہ دیکر حاصل کیا جائے۔ لین دین کے معاملات میں بددیانتی کے ذریعہ حاصل کیا جائے غرضیکہ رزق حاصل کرنے کے بہت سے ایسے ذریعے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی رضا شامل نہیں ہوتی ان طریقوں سے رزق حاصل کریں تو خدا کی رضا سے عاری رزق ہو جائے گا بلکہ ناراضگی والا رزق ہوگا اور حلال کی تعریف میں یہ سب باتیں داخل ہیں کہ ایسا رزق کھاؤ جس کے حصول میں تم نے خدا کو ناراض نہ کیا ہو۔ خدا کی تعلیم کے خلاف رزق نہ ہو۔ یہ وہ پہلو ہے جس کے پیش نظر آپ جب آج کی دنیا کے مختلف ممالک کی اقتصادی حالت کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ رزق حرام کی طرف دنیا کی توجہ بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ایسے ممالک جن میں اقتصادیات بظاہر مضبوط ہیں وہاں بھی جب چھان بین کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ قومی مال کھانے کا رجحان پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ بڑی بڑی کمپنیاں ہیں جو دھوکہ دیکر، بعض لوگوں کے ساتھ مل کر، بعض لوگوں کو کھلا کر قومی دولت اپنی ذاتی کمائی میں تبدیل کر لیتی ہیں حالانکہ وہ قومی دولت ہے تو بعض دفعہ رزق حرام کھلا کھلا صاف دکھائی دیتا ہے۔ بعض دفعہ چھان بین کے بعد دکھائی دینے لگتا ہے لیکن میں نے جہاں تک جائزہ لیا ہے صرف مشرق کا معاملہ نہیں۔ مشرق میں تو رزق حرام آجکل ماں کے دودھ کی طرح پیا جا رہا ہے لیکن مغرب میں بھی حرام رزق کھانے کی طرف توجہ بڑھتی جا رہی ہے اور یہ رجحان ان کی اقتصادی حالت خراب ہونے کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔

قومیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو اپنی اخلاقیات کو خدا کے تصور سے باندھتی ہیں اور خدا کے تصور کے نتیجہ میں اپنا ضابطہ حیات بناتی ہیں۔ ان قوموں پر بھی غربت اثر انداز ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا: کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا" کہ دیکھو خبردار یہ خطرہ ہے کہ تمہاری غربت کفر میں تبدیل نہ ہو جائے۔ غربت کے ساتھ بعض خرابیاں لگی ہوئی ہیں اور اخلاق آزمائے جاتے ہیں اور زیادہ سختی سے آزمائے جاتے ہیں اور خطرہ ہے کہ غربت کی حالت میں وہ اخلاق جو خدا کے تصور سے وابستہ ہیں ان کو بھی گزند پہنچ جائے۔ پس ایسی قومیں ہیں جہاں خدا کا تصور تو موجود ہے اور خدا کے تصور سے اخلاق کے مضمون باندھے ہوئے ہیں لیکن ایک غربت کی وجہ دوسرے خدا کا تصور فرضی زیادہ ہے حقیقی کم ہے کیونکہ غربت میں بھی اگر خدا دل میں موجود ہو تو انسان کی اخلاقی حالت کی غیر معمولی حفاظت ہوتی ہے اور امیر آدمی کے پاس بھی اگر خدا نہ ہو تو اس کی اخلاقی حالت کی کوئی ضمانت نہیں۔ پس ایک تو وہ لوگ ہیں جن کا اخلاقیات کا نظام خدا سے وابستہ ہے اور ایسی قوموں میں چونکہ خدا کا تعلق کم ہو رہا ہے۔ اعتقاد عملاً اٹھ رہا ہے اور دوسرے بہت سے ایسے علاقے ہیں جو غریب علاقے کہلاتے ہیں اس لیئے وہاں بددیانتی بڑھ رہی ہے اور امیر ممالک میں اقتصادی آزمائش کا دور شروع ہو چکا ہے۔ امیر ممالک کی مشکل یہ ہے کہ یہاں ایک فرضی اور خیالی معیار زندگی بنا کر اسے اونچا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر وہ سیاسی پارٹی جو معیار زندگی اونچا کرنے کا دعویٰ لیکر آئے اس کو ووٹ زیادہ ملتے ہیں۔ اس لیئے یہاں یہ کوشش ہی نہیں کی جا سکتی کہ معیار زندگی کو گرا کر اقتصادی حالت کے مطابق کیا جائے۔ پس یہ ایک ایسی دوڑ ہے جس کے نتیجہ میں جب ایک کھوکھلا معیار زندگی قائم ہو جائے جسے حقیقتاً ملک کی اقتصادیات پورا سہارا نہ دے سکیں کیونکہ ہر معیار زندگی کے نیچے ایک اقتصادی بنیاد ہونی ضروری ہے اگر وہ اقتصادی بنیاد موجود نہ رہے تو وہ معیار زندگی کھوکھلا ہو گیا تو گرے گا یا اس کو سہارا دینے کے لیے جھوٹ اختیار کرنا پڑے گا۔ بددیانتی اختیار کرنی پڑے گی۔ کئی قسم کے دھوکے اختیار کرنے پڑیں گے کہ کس طرح یہ معیار زندگی جو جھوٹا ہے اور جسے قائم رہنے کا حقیقتاً اقتصادی اصولوں کے مطابق کوئی حق نہیں اسے بہرحال قائم رکھا جائے۔ یہ وہ حصہ ہے جس کے نتیجہ میں پھر اخلاق بڑی تیزی کے ساتھ کھائے جاتے ہیں اور کھوکھلے ہونے شروع ہو جاتے ہیں

اور پھر منہدم ہو کر گرتے ہوئے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ قوموں کا صرف اقتصادی نہیں بلکہ اخلاقی دیوالیہ بھی پٹ جاتا ہے۔ پس جو دوسرا حصہ ہیں جنہوں نے مغربی دنیا سے تعلق رکھنے والا بیان کیا تھا اس میں مشکل یہ ہے کہ ہم یعنی انسان اس وقت ایسے دور میں داخل ہو گیا ہے کہ جہاں ان کی اقتصادی ترقی اب کچھ عرصہ کے لئے یا کچھ رکے گی اور پھر تنزل اختیار کرے گی اور ان کے سامنے کئی ایسے چیلنج ہیں جو رفتہ رفتہ اس اشتراکی دنیا سے اٹھیں گے جو اشتراکی نظام سے توبہ کر کے ان کی پیروی میں اب اپنے نظام بنا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیسری دنیا کی جو مارکیٹیں ہیں ان میں خریدنے کی طاقت پہلے ہی بہت کم ہو چکی ہے۔ ان کا اقتصادی معیار بہت گر چکا ہے اور جس کو پہلی دنیا کہتے ہیں اس کے پیچھے پیچھے دوسری دنیا یعنی اشتراکی دنیا ہے جو اب آزاد ہو رہی ہے اس دنیا کا باہر کی مارکیٹوں سے کوئی بہت گہرا تعلق نہیں تھا صرف تعلق تھا۔ اب نئے اقتصادی نظام کے تابع ان کے اندر پیداوار کی طاقتیں بڑھیں گی اور لازماً ان کو باہر کی دنیا میں منڈیاں ڈھونڈنی پڑیں گی اور باہر کی مارکیٹوں پر قبضہ کرنا ہوگا جس کے نتیجہ میں دنیا کی جو کل دولت ہے اس میں اضافہ نہیں ہوگا لیکن چیزیں بیچنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور یہ وہ خطرہ ہے جس کے نتیجہ میں پھر اخلاقیات پر ایک بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور رزق حلال ایک دور کی چیز دکھائی دیتا ہے۔ پھر عملی دنیا میں ہر قوم میں یہ رجحان پیدا ہو جاتا ہے کہ چاہے دھوکہ سے لو، بدعہدی کر کے لو، ظلم کر کے لو۔ قوم کا اقتصادی معیار قائم رکھنے کے لئے ہر حالت میں تم باہر سے پیسہ کھینچو اور اپنے ملک کی طرف منتقل کرو۔ یہ قومی رجحان بنتا ہے اور انفرادی سطح پر آپ نے دیکھا ہوگا کہ خیالی معیار کو قائم رکھنے کے لئے یا فرضی طور پر لوگوں کے جو تصورات پیش کئے جاتے ہیں ان کی پیروی میں وہ عوام الناس جن کے پاس دولت نہیں ہے کہ اس قسم کے مزے کر سکیں وہ پھر چوریاں کرتے ہیں۔ ڈاکے ڈالتے ہیں۔ کاروں کے شیشے توڑتے ہیں اور رفتہ رفتہ پھر قتل و غارت پر بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ امریکہ جیسے امیر ملک میں تھوڑے تھوڑے پیسوں کے لئے قتل و غارت کا سلسلہ اس قدر شدت کے ساتھ جاری ہے کہ انسان دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ بعض آدمیوں کو دس ڈالر کے لئے قتل کیا گیا یعنی پہلے مارا گیا اور پھر دیکھا گیا کہ اس کی جیب میں تھا کیا تو دس ڈالر نکلے۔

جب میں ۷۸ء میں امریکہ گیا

ہوں تو مجھے ایک احمدی دوست نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے پاس پیسے ضرور رکھا کریں اور صرف کارڈ پر یا چیک پر انحصار نہ کریں۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کم از کم سو دو سو ڈالر ہونے چاہئیں۔ اس لئے کہ انسان اتنا MUGG ہوتا ہے کہ کسی وقت بھی آپ پر حملہ ہوا تو آپ کے پاس پیسے ہونگے فوراً نکال کر دے دینا کہ یہ لے لو ورنہ وہ مار دینے کے بعد تلاشی لیتے ہیں۔ بہرحال اس وقت اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک دعا کی اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے تسلی دی کہ کچھ نہیں ہوگا۔ میں بچوں اور بیویوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ خطرناک سے خطرناک جگہ بھی گئے اور اللہ کے فضل سے ہم کسی آزمائش میں نہیں پڑے۔ لیکن خدا کا یہ سلوک ہر ایک کے ساتھ تو روزمرہ نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے ہر شخص روزمرہ دعا کے ذریعہ اس طرح خدا کی پناہ مانگتا ہی نہیں ہے۔ عام دستور یہی ہے کہ جب اقتصادی گراوٹ کے نتیجہ میں یہ ظلم کے رجحان ہوں اور یہ صورتحال پیدا ہو کہ انفرادی

طور پر کسی طرح بھی اپنے معیاری زندگی کو قائم رکھنے یا بلند کرنے کے لئے انسان ہر ظلم پر آمادہ ہو جاتا ہے تو سوسائٹی جرائم سے بھر جاتی ہے اور مضمون رزق حلال کے اس ایک پہلو کا بیان ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو متنبہ فرمایا کہ دیکھو رزق حلال کو معمولی نہ سمجھنا۔ اگر تم یہ دستور بنا لو اور اپنے لئے ایک قانون مقرر کر لو کہ جو کھاؤ گے وہ حلال ہوگا اور حلال کی تعریف میں دنیا کے قوانین بھی آ جاتے ہیں کیونکہ ایمان والوں کو مخاطب نہیں فرمایا گیا بلکہ انسان کو مخاطب فرمایا گیا ہے۔ یہاں صرف الٰہی قانون نہیں ہے بلکہ دنیا کے قوانین بھی آ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ رزق کمانے کے لئے قوانین نہ توڑنا۔ ملکیت کے حقوق زبردستی اپنے ہاتھ میں نہ لے لینا۔ جس ملک میں رہتے ہو جس معاشرے میں رہتے ہو اس کے قواعد کی، اس کے قوانین کی، اس کی روایات کی پیروی کرتے ہوئے جو کچھ بھی تمہیں نصیب ہوگا اگر وہ کھاؤ گے اور پھر اس میں سے طیب کو چن کر کھاؤ گے تو یہ رزق حلال بھی ہے اور رزق طیب بھی ہے۔ اس سے تمہاری روحانی اور اخلاقی قدروں کی بھی حفاظت ہوگی اور جسمانی قدروں کی بھی حفاظت ہوگی تو ایک آیت کے ایک حصہ میں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے گہرے اور کتنے وسیع مضامین بیان فرما دیئے ہیں۔ اگر آج کا انسان صرف اسی نصیحت کو پکڑ کر بیٹھ جائے تو دنیا کی قوموں میں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا ہو جائے اور انسان حقیقت میں امن کی طرف قدم اٹھانے لگ جائے۔ امن کا رستہ تو بہت لمبا ہے اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر اس ایک نصیحت پر عمل کرنے سے ہی دنیا میں امن کے قیام کے آثار ظاہر ہو سکتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ اکثر ممالک میں یہ سننے اور سمجھنے کے باوجود ان باتوں کو قبول کرنے کا رجحان ہی نہیں پایا جاتا اور بڑی وجہ دہریت ہے۔ جب اللہ کی ہستی پر یقین نہ رہے تو خود غرضی لائحہ عمل کو DICTATE کراتی ہے، اپنے آپ کو لکھواتی ہے جس طرح حکم لکھوائے جاتے ہیں اسی طرح خود غرضی انسان کے لئے طرز زندگی مقرر کرتی چلی جاتی ہے اور ہر فیصلے کے موقعہ پر انسان جب خود غرضی کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ فیصلہ خدا کے قانون کے بھی مخالف ہوتا ہے اور ملک کے قوانین کے بھی مخالف ہوتا ہے اور اسی کا نام ANARCHY انارکی ہے یعنی لاقانونیت کا ایک ایسا دور چل جاتا ہے کہ جس شخص کے ہاتھ میں جو کچھ بھی آ سکے وہ اس کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح بدامنی، اخلاقی بدامنی، قومی بدامنی، گھریلو بدامنی، بازاری بدامنی ہر قسم کی بدامنیوں میں تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے۔ فرمایا!

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

شیطان کے خطوات کی پیروی نہ کرنا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر اپنے فیصلے کے وقت جب آپ نے اپنے رزق کے متعلق سوچنا ہے کہ کس طرح لوں یا نہ لوں۔ اس کو اپناؤں یا نہ اپناؤں۔ شیطان کچھ وسوسے دل میں پیدا کرتا ہے اور ہر موقعہ پر سوچ کا ایک امتحان ہوتا ہے۔ [illegible] نہیں پیدا کریں۔ یہ مضمون [illegible] آپ [illegible] زندگی کے تمام فیصلوں کے وقت [illegible] کو دکھائی [illegible] سے دور نہیں ہے۔ [illegible] اور شیطان نے بتایا تھا کہ [illegible] ہوگا۔ اور وہ لوگ جو شیطان کی بات سننے لگ جاتے ہیں شیطان ان سے زیادہ باتیں کرتا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کی اور اس کے فرشتوں کی باتیں سنتے ہیں وہ ان سے زیادہ باتیں کرتے ہیں تو بعض لوگ صرف خطوات الشیطان ہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جو بھی وسوسے، خیالات، سوچ کی غلط

جب یہ حالت پہنچ جائے تو کیسے کوئی قوم ہلاکت سے بچ سکتی ہے۔ سارا معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور نچلی سطح پر بھی جو لوگ ووٹ دیتے ہیں اور بعد میں بددیانتوں کے محاسبہ کے مطالبے کرتے ہیں علاوہ سارے بددیانت ہیں کیونکہ ایک سوسائٹی کی یہ جو مجموعی حال ہے یہ بددیانت افراد کے مجموعہ کا نتیجہ ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نیک لوگوں کی اجتماعی زندگی کا یہ نتیجہ نکل رہا ہو۔ گھاس اپنی جڑوں تک گندا ہو چکا ہے اور وہاں سے زہر لیکر اُگ رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں جو بھی فصل ہوگی جو بھی جانور بنیں گے وہ یہ زہر کھاتے چلے جاتے ہیں اور وہ ان کے رگ و ریشے میں سرایت کرتا چلا جاتا ہے۔ رزق حلال کہنے میں تو اتنی بات ہے کہ رزق حلال کی کیا ضرورت ہے۔ صوفی لوگ رزق حلال کھائیں، عام روزمرہ کی زندگی میں چل نہیں سکتا مگر قرآن کریم نے جو کچھ آپ کے سامنے رکھا ہے اس کی روشنی میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ انفرادی ہو قومی ہو مذہبی دنیا ہو یا غیر مذہبی دنیا ہو ہر سطح پر اور ہر قوم اور ہر علاقہ سے اس کا گہرا تعلق ہے اور اگر رزق حلال کا رجحان انسانوں میں پیدا نہ کیا جائے تو قومیں تباہ ہو جاتی ہیں اور پھر ان کا کوئی اور علاج نہیں۔

اس آیت کے باقی حصہ سے متعلق انشاء اللہ آئندہ بات کروں گا لیکن گزشتہ خطبہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس

پڑھنے سے رہ گیا تھا اس کا اس مضمون سے گہرا تعلق ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ جن قوموں میں اخلاق مٹ رہے ہوں اور خدا کا تصور مٹ رہا ہو وہاں قومی رجحانات ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ خود نئی اٹھنے والی نسلوں کو گمراہی کی طرف لیکر جاتے ہیں اور گمراہی کی طرف لیجانا فیشن بن جاتا ہے۔ گمراہی کی طرف لیجانا ترقی پسندی کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ گمراہی کی طرف لیجانا بالغ نظری سمجھا جاتا ہے چنانچہ میں نے بیان کیا تھا کہ یہاں صرف انگلستان ہی کی بات نہیں مغربی دنیا میں جہاں جہاں بھی میں گیا ہوں وہاں سکولوں کے بچوں نے سوال کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا ہے کہ ہمیں ہمارے اساتذہ کہتے ہیں کہ اب تم بڑے ہو رہے ہو اس لئے اب تمہیں اپنے ماں باپ کی اخلاقی قدروں کی پیروی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم آزاد ہو رہے ہو۔ تم بالغ ہو رہے ہو جو چاہو کرو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اس میں تمہیں آزادی ہے اور وہ ماں باپ یا وہ مذہبی راہنما جو اخلاقی تصور کے تابع تمہاری زندگیوں کو بعض سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ان کا کوئی حق نہیں تم پر پابندی لگانے کا۔ تمہیں نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اگر کچھ کرنے کو دل چاہ رہا ہے تو کرو بے شک۔ روک کر کیوں رکھتے ہو۔ اگر روک کر رکھو گے تو تم نفسیاتی بیمار بن جاؤ گے اور قانون تمہیں حق دیتا ہے۔ اپنے ماں باپ کے خلاف، اپنے مذہب کے خلاف بے شک بغاوت کرو۔ کوئی پابندی نہیں ہے اور دوسری طرف قانون یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ خبردار اب تم بالغ ہو رہے ہو۔ پہلے ہم تم سے نرمی کرتے تھے اب اگر تم نے اس قانون کو توڑا تو تم سے سختی کی جائے گی اور کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ کیسا دوغلہ پن ہے۔ کیسی HIPPOCRASY ہے کہ ایک طرف بالا قانون جو خدا کا قانون ہے اس کو بلوغت کے وقت ٹھکرا کر پارہ پارہ کر کے قدموں میں پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے یہ تمہارا طوق تھا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے قدموں میں پھینکنا ہی اس کے ساتھ بہترین سلوک ہے اور جہاں انسانی قانون کا تعلق ہے وہ طوق پہنا دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں ایک چیز ہے جس کو وہ بھلا دیتے ہیں اور وہ یہ بات بھلا دیتے ہیں کہ دنیا کے قانون میں بھی تمہارا آمد کے لئے

دراصل خوف خدا ہی کی ضرورت ہے۔ اگر دنیا کے قانون کو خدا سے خالی کر کے دیکھا جائے تو ہر انسان اس قانون کو اپنے طور پر توڑنے کی کوشش کرے گا خواہ کتنی بھی سزائیں مقرر ہوں۔ مجرم جب جرم کر رہا ہوتا ہے تو اس غالب گمان کے تابع وہ جرم کرتا ہے کہ میں دکھائی نہیں دے رہا۔ دن کی بجائے راتوں کے جرم بڑھ جاتے ہیں اور ہر انسان جرم سے پہلے گرد و پیش دیکھتا ہے اور اپنی طرف سے تسلی کر لیتا ہے کہ میں دکھائی نہیں دونگا یا پکڑا نہیں جاؤں گا تو جہاں خدا کا تصور مٹ جائے وہاں حقیقت میں دنیا کے قانون کا احترام بھی لازماً مٹتا ہے اور یہ ان لوگوں کی بے وقوفی ہے کہ یہ رجحان پیدا کریں کہ خدا کا تو انکار کر دو اور ہمارے قانون کا احترام کرو واقعۃً ملکی قانون کا احترام کروالیں گے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ بے خدا سوسائٹیاں قانون سے ہی دور رہ جاتی ہیں اور قانون شکنی ان کی فطرت کا حصہ بن جایا کرتی ہے اور قانون سے بچ کر بھاگنے کا جو تصور ہے یہ حقیقت میں جرم کروانے پر انسان کو آمادہ کرتا ہے اور یہ خطوات الشیطان کی ایک قسم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تجزیہ پیش فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب تم بلوغت کو پہنچتے ہو۔ جب حساب کتاب کی عمر کو پہنچتے ہو تو یاد رکھو کہ دنیا کے قانون سے تم بھاگ سکتے ہو مگر خدا کے قانون سے بھاگ نہیں سکتے۔ اس لئے اگر زیادہ احترام کی بات ہے تو خدا کے قانون کا زیادہ احترام کرو کیونکہ دنیا کا قانون توڑ دو گے تو بچنے کی کئی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں مگر خدا کا قانون توڑ کر بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کی ایک مثال میں نے آپ کے سامنے ابھی رکھی ہے۔ ساری دنیا میں جو جرم بڑھ رہے ہیں اور بے اطمینانی بڑھ رہی ہے یہ اسی خدا کے قانون کو توڑنے کا نتیجہ ہے جس کو میں نے بیان کیا ہے۔ آپ کو سمجھنا چاہیئے کہ سزائیں دو قسم کی ہیں۔ کچھ سزائیں ہیں جو IN BUILT ہیں نظام کے اندر بنی ہوئی ہیں۔ اس نظام کو جب آپ توڑتے ہیں تو وہ سزائیں ٹوٹے ہوئے نظام سے اُچھل کر آپ پر حملہ کرتی ہیں۔ جس طرح شیشے کا گلاس ٹوٹ جائے تو اس کے بعض ٹکڑے انسان کو زخمی کر دیتے ہیں۔ غلطی سے پاؤں پڑ جاتا ہے تو انسان زخمی ہو جاتا ہے مگر خدا کے قانون توڑنے کے نتیجہ میں غلطی کا سوال نہیں ہے۔ وہ

قانون خود اپنے بدلے لیتا ہے۔

پس جہاں رزق حلال کو آپ فرضی اور پرانے زمانے کی بات سمجھ لیں وہاں یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایسی سوسائٹی کو سزا نہ ملے جو حرام رزق کی عادی ہو چکی ہو اور وہ سزائیں آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ امریکہ اس سے بچا ہے نہ انگلستان بچا ہے نہ جرمنی بچا ہے اور مشرقی قومیں تو سر سے پاؤں تک سزائیں بھگت رہی ہیں اور ان کو ہوش نہیں آ رہی۔

دوسری سزا وہ ہے جو خدا بعد میں دیتا ہے۔ مرنے کے بعد کی دنیا میں اس کی روح جو مسخ شدہ حالت میں بیمار روح کے طور پر اٹھتی ہے وہ خود اپنی ذات میں ایک سزا بن جاتی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے......

فرمایا:- اسی طرح خدا نے بھی نظام بنایا ہوا ہے۔ یہ مضمون پیچھے سے چلا آ رہا ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ خدا چھوڑ دے گا۔ دنیا کے حکام جس طرح اپنے قانون توڑنے والوں کو سزا دیتے ہیں، کائنات کا حاکم اپنے قانون توڑنے والوں کی سرزنش کرتا ہے، پرسش کرتا ہے اُن کا مؤاخذہ کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مشتہر ہونا چاہیئے۔ سب

راہیں، جھوٹی چالاکیاں، دوسروں کی دولت لوٹنے کے گھٹیا کمینے طریق، دوسروں کے مال پر ہاتھ ڈالنے کے، قومی دولت کو اپنانے کے یہ ان کو ہر وقت دماغ میں آتے رہتے ہیں۔ صبح اٹھتے ہیں تو ایسے خیالات کے ساتھ اٹھتے ہیں۔ سارا دن سوچتے رہتے ہیں کہ اب کیا ترکیب کی جائے۔ کونسا ٹھیکہ کس طرح لیا جائے۔ کس طرح بنک سے پیسے لوٹے جائیں۔ کس خاندان کے نام پر، کس قانون کا سہارا لیکر قومی دولت کو اپنایا جائے اور چھوٹی سطح پر روزمرہ کی زندگی میں غریب آدمی بیچارہ بھی اپنے لئے ترکیبیں سوچتا رہتا ہے کہ میں دو وقت کی روٹی کھانے کے لئے کون سے دھوکے کروں۔ کونسی چالاکیاں کروں۔ آٹے میں کیا چیز ملاؤں کہ پتہ نہ لگے اور میرا منافع بڑھ جائے وغیرہ وغیرہ۔ تو اوپر سے نیچے تک ساری قوم خطوات الشیطان کا شکار ہو جاتی ہے اور یہ فیصلے ہر سطح پر اس کثرت سے ہو رہے ہوتے ہیں کہ اگر آپ ان کو شمار کرنا چاہیں تو شمار ہو نہیں سکتے کیونکہ ہر انسان صبح سے رات تک بعض دفعہ بیسیوں فیصلے کرتا ہے اور وہ فیصلے خطوات الشیطان کے نتیجہ میں ہو رہے ہوتے ہیں اور غلط فیصلے کرتا ہے اور اپنے لئے بھی جہنم بنا رہا ہوتا ہے اور اپنے بھائیوں کے لئے اپنے معاشرے کے لئے بھی جہنم بنا رہا ہوتا ہے مگر جب قوم کے لیڈر اس قسم کے رزق حرام میں مبتلا ہو جائیں تو ساری قوم کا ستیاناس کر کے رکھ دیتے ہیں۔ انفرادی سطح پر اگر دیانت پیدا کرنے کی کوشش کی بھی جائے تو وہ کوشش ناکام ہوگی۔

اب تیسری دنیا کے بعض ممالک ہیں جہاں

سیاست صرف روپیہ کمانے کی غرض سے

ہے اور سیاست کے ذریعہ طاقت حاصل کرنا یا دولت کے سرچشموں پر قبضہ کرنا۔ یہ ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا جو بھی حکومت آتی ہے بددیانت آتی ہے۔ وہی مصرعہ صادق آتا ہے کہ ہمارے واسطے سارے ولی ابن ولی آئے۔ نام جو مرضی رکھ لیں۔ خاندان جتنے مرضی تبدیل ہوں سیاسی پارٹیوں کے کوئی بھی نام ہوں جو بھی قابض ہوتا ہے اس کی تاریخ دیکھ لیں وہ ملک کی دولت پر قبضہ کرنے کی نیت سے قابض ہوتا ہے اور جب ایک قابض ہوتا ہے تو وہ پھر پچھلوں کے اوپر نکتہ چینی کرتا ہے کہ دیکھو کتنے بے ایمان بددیانت لوگ تھے۔ اتنا روپیہ کھا گئے اور اب ہم اس طرح ان کا حساب لیں گے اور محاسبہ ہوگا اور ایک ایک پائی ان سے واپس وصول کی جائے گی اور پھر ہوتا یہ ہے کہ وصول نہیں کی جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنے دشمن تھے جن کو شکست دی گئی۔ ایسے ظالم لوگ تھے جنھوں نے قوم کو لوٹا اور ان کے ساتھ دوستی کی کوئی وجہ نہیں۔ پھر کیوں محاسبہ نہیں ہوا۔ کیوں ان سے پائی پائی کا حساب نہیں لیا گیا۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو اپنی آخرت نظر آ رہی ہوتی ہے ان کو پتہ ہوتا ہے کہ کل ہم اسی مقام پر ہوں گے۔ ہمارا بھی تو محاسبہ ہوگا تو عوام الناس کو دکھانے کے لئے ایک شور برپا ہو جاتا ہے کہ دیکھو پکڑے گئے، پکڑے گئے اب بچ کر نہیں نکل سکتے۔ ہمیں پتہ ہے کہ کن کن بنکوں سے کتنے کتنے روپے نکلوائے ہوئے تھے یا کس کس سے کتنی رشوت لی ہوئی تھی اور پھر وہ سارا معاملہ کھٹائی میں پڑ جاتا ہے۔ مڑ کر دیکھ لیں کسی کا کوئی محاسبہ نہیں ہوا۔ ہوا ہے تو یہ نتیجہ ہوا ہے اور اس لئے کہ آگے کل بھی انہوں نے حساب دینا ہے اور اسی قسم کے لوگ اوپر آئے ہوں گے وہ بھی ان کے ساتھ یہی کریں گے۔ پس رزق حرام کے نتیجہ میں قومیں تباہ ہو رہی ہیں سیاستیں بگڑ گئی ہیں۔ ساری سوسائٹی زہر آلود ہو چکی ہے۔ ہر چیز جھوٹی ہو گئی ہے اور قرآن کریم کی ایک نصیحت کا ایک پہلو ہے جس کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ بعد میں خطوات الشیطان کا ذکر یہ بتانے کے لئے فرمایا ہے کہ تمہارا رخ کیا ہوگا۔ تم آخر شیطان ہو جاؤ گے کیونکہ جس کی پیروی کرتے ہو وہی بن جایا کرتے ہو۔ شروع میں تم سمجھتے ہو کہ تھوڑے سے پیسوں کی بات ہے۔ اپنے بیوی بچوں کا معیار زندگی بڑھائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔

چھوٹے چھوٹے عام لوگ جنھوں نے دولت کمائی ہے یہ عیش و عشرت کرتے پھر رہے ہیں اور ہمارے پاس جو اتنے بڑے افسر ہیں کار کوئی نہیں جبکہ باقیوں کے پاس کاریں ہیں۔ ہم حکومت کے اچھے نوکر ہیں۔ چنانچہ وہ ان کو پکڑتے ہیں کہ ہم سے تم کام لیتے ہو اور آئے دن درخواستیں کرتے ہو اپنا معیار اونچا کیا ہوا ہے اور ہماری پرواہ کوئی نہیں تو وہ اپنا معیار کچھ بلند کرنے کے لئے اپنے ذہن کو آمادہ کرتے ہیں کہ تمہارا حق ہے اور اس آمادگی کے ساتھ ہی حقیقت میں اپنے آپ کو شیطان کی پیروی پر تیار کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو ہمارے مہیا کر دیتے ہیں کہ شیطان کی آئندہ سے اطاعت کیا کرو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا فائدہ ہی ہوگا۔ یہ خطوات الشیطان کہاں لے جاتے ہیں۔ اس کا خلاصہ اس آیت نے یہ پیش فرمایا کہ وَاِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔ جس کی پیروی کرتے ہو وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ خدا کی باتوں کو چھوڑ کر جب غیر اللہ کی باتیں مانو گے تو یاد رکھو کہ صرف خدا تمہارا دوست ہے۔ اللہ جو بھی نصیحت فرماتا ہے حق کی نصیحت کرتا ہے۔ تمہارے فائدہ کی نصیحت کرتا ہے اور غیر اللہ کی ہر نصیحت ظلم کی نصیحت ہوا کرتی ہے تو جو شخص اپنے کھلے کھلے دشمن کی باتوں میں آجائے اس کا کیا نیک انجام ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ مارا گیا کیونکہ اپنے آپ کو اپنے دشمن کے ہاتھوں میں دے دیا۔ اپنی اولاد کو اپنے دشمن کے ہاتھوں میں دے دیا تو آپ نے ایک ملک کی نہیں کئی ملکوں کی مثال دیکھی ہے جو میں نے بغیر نام کے بیان کی ہے یہ رجحانات عالمی طور پر بہت وسیع ہو چکے ہیں اور یہ سوسائٹیاں اوپر سے نیچے تک بددیانت ہیں۔ محاسبہ کروانے والے خود بددیانت ہوتے ہیں اور جو لوگ ان کو چنتے ہیں وہ بددیانت ہوتے ہیں اور جس طرح یہ راہنما چنے جاتے ہیں وہ طریق بددیانتی کا ہوتا ہے اور سب جگہ آپ کو رزق حرام کام کرتا ہوا دکھائی دے گا یعنی ووٹوں کی قیمت پڑ رہی ہے۔ جس نے پیسے لیکر ووٹ دینے ہیں۔ وہ یہ کہاں دیکھتا ہے کہ کون شریف النفس انسان ہے یا بے ایمان اور بددیانت ہے۔ وہ تو اپنا سودا خود اپنے آپ کو بیچ رہا ہوتا ہے۔ ساری قوم اپنی عزت اپنی ناموس اپنے وقار اپنی بھلائی کے سودے کر رہی ہوتی ہے اور اس پر چسکے لے رہی ہوتی ہے کہ خوب سودا ہوا۔ کسی کی اتنی قیمت پڑ گئی کسی کی اتنی قیمت پڑ گئی۔ پھر اس طرح جو سیاستدان ابھرتے ہیں ان کے سودے ہو رہے ہوتے ہیں اور اس کو آج کل وہاں HORSE TRADING کہتے ہیں اور یہ تو ایسا محاورہ ہے کہ جو شخص HORES.TRADING کا انگریزی لفظ جانتا ہو وہ سمجھتا ہے کہ میں بہت بڑا عالم انسان ہوں مجھے یہ محاورہ آتا ہے HORSE TRADING۔ اور بڑے فخر کے ساتھ ایک دوسرے پر HORSE TRADING کے الزام لگائے جاتے ہیں HORSE TRADING کا مطلب ہے گھوڑوں کا سودا کرنا یا گھوڑوں کی سوداگری۔ کچھ سیاستدان وہاں سے خرید کر ادھر ڈال لئے اور کچھ یہاں سے خرید کر ادھر ڈال لئے HORSE TRADING کے ذریعہ حکومتیں توڑی جاتی ہیں اور جوڑی جا رہی ہوتی ہیں وہ دوسروں کو طعنے دے رہے ہوتے ہیں کہ تم نے سیاست کو گندا کر دیا تھا۔ انسانوں کے ایسے ایسے سودے کئے ہیں کہ اب قوم یہ کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی اور اس کا توڑ یہ ہے کہ ہم آدمی خرید کر تم سے توڑ لیں گے تو جس چیز کا الزام لگایا جاتا ہے وہی چیز کر کے پھر اسی کے ذریعہ انقلاب برپا ہو رہے ہوتے ہیں

کو پتہ تک جانا چاہیئے۔ چنانچہ مذاہب آتے ہیں اور خدا کے قانون کی خوب منادی کرتے ہیں۔ خوب کھول کھول کر بیان کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

لیکن دنیاوی احکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے.......

ابھی حال ہی میں انگلستان سے ایک مبینہ مجرم نے بھاگ کر ایک اور ملک میں پناہ لی ہے اور BAIL اپنی JUMP کر گئے ہیں۔ BAIL ضائع کر دی ہے اور کہا ہے کہ میں اس ملک میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ انگلستان بڑی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح اس دوسرے ملک سے پکڑ کر ان کو واپس بلوایا جائے لیکن آپس میں مجرموں کے تبادلہ کا معاہدہ کوئی نہیں۔ تو یہ اس بات کی ایک مثال ہے کہ ایک مجرم بھاگ کر ایک اور عملداری میں چلا جاتا ہے جس طرح پاکستان میں مجرم بھاگ کر آزاد علاقے میں چلے جایا کرتے ہیں۔ پھر کوئی ان کو پکڑ کر بلوا نہیں سکتا۔ تو فرمایا:

...... اور اس طرح پیچھا چھڑا سکتا ہے۔ مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے.......

دیکھیں! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں بھی کیسے پتہ کی بات کی ہے۔ آپ کو پتہ تھا کہ انگریز اور فرانس کی آپس میں رقابت ہے اور امکان موجود ہے کہ انگریز کا مجرم اگر فرانس میں جائے گا تو فرانس اس کو واپس نہیں کرے گا اور کابل کی مثال بالکل واضح ہے۔ جو بھی مجرم بھاگ کر کابل کی عملداری یا افغانستان میں چلے جایا کرتے تھے کبھی بھی انگریز ان کو واپس نہیں لے سکا۔

"...... لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے۔ کوئی زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے.......

...... (تلاش کر لو۔ ڈھونڈو۔ کسی اور کا بنایا ہوا زمین و آسمان کہیں تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔) جہاں تم کو پناہ مل جاوے۔ اس واسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت بری شئے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اس جرأت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

(ملفوظات۔ جلد نمبر ۶ صفحہ ۳۹۲ - ۳۹۳)

پس میں جو مضمون بیان کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ دنیا کا غضب تو سب نے دیکھا ہوا ہے جب خدا کے قوانین کو قومی طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے یا بے حرمتی کا سلوک ان سے کیا جاتا ہے تو انسان ضرور قومی سزاؤں میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ اتنی قطعی بات ہے کوئی اندھا بھی ہو تو اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی آخرت کے عذاب کو بھی جوڑ دیا گیا ہے۔ فرمایا اس دنیا میں جہاں سزا دیتا ہے پھر آخرت میں بھی بعض سزائیں مقدر ہیں جب تم دنیا کی سزاؤں سے بچ نہیں سکتے تو کیسے گمان کر سکتے ہو کہ آخرت کی سزاؤں سے بچ جاؤ گے پس قانون کے احترام کے لئے خدا کے تصور کا مضبوط ہونا انتہائی ضروری ہے اور دنیا کا قانون ہو یا آخرت کا قانون ہو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لائے بغیر کسی قانون کو کوئی تحفظ نہیں ہو سکتا ورنہ انسان اگر خدا کی نظر سے اوجھل ہو جائے تو پھر ہر دوسری چیز سے اوجھل ہو سکتا ہے۔ ایک ہی نظر ہے جو ہر حال میں انسان کو پکڑتی

اور دیکھتی ہے اور وہ خدا کی نظر ہے۔ پس جرائم سے بچنے کے لئے خدا کا وجود ضروری ہے اور خدا کا انکار کرنے والے جتنا مرضی زور مار لیں ناممکن ہے کہ وہ جرائم سے بچ سکیں۔ ایک ہی طریق ہے کہ خدا کی طرف واپس آؤ۔ اس سے سچی اور دائمی قوت ملتی ہے۔ اسی سے انسان گناہوں سے بچنے کی طاقت پاتا ہے اور ایک بہت خوبصورت دلکش معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔

اب میں پاکستان کے احمدیوں سے مخاطب ہو کر مختصراً کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے پتہ ہے کہ وہ اتنی شدید گرمی میں بھی بڑے جوش و خروش سے دور دور سے ان جگہوں میں اکٹھے ہوتے ہیں جہاں ڈش انٹینا کے ذریعہ یہ خطبہ سنا جا رہا ہے۔ پہلے مجھے ڈر تھا کہ کہیں یہ چار دن کا ولولہ نہ ہو اور اس کے بعد پھر اسی طرح اپنے گھروں میں سو جائیں جس طرح پہلے غلطیاں کیا کرتے تھے مگر ربوہ اور لاہور وغیرہ کا رپورٹیں دیکھ کر آنے والے بعض جو مجھے ملتے ہیں۔ ابھی کل ہی کچھ دوست ملے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں جو ہم بیان کر سکیں کہ کس طرح اللہ کے فضل کے ساتھ یہ جوش اور یہ تعلق کا سلسلہ کم ہونے کی بجائے زیادہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور زیادہ مضبوط اور گہرا ہو رہا ہے۔ بعض جگہ یوں لگتا ہے کہ

عید کی کیفیت

ہے تو میں ان سب کو جو آج اس خطبہ کو سننے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں رزق حلال کے حق میں اگر آپ نے جہاد نہ کیا تو کوئی نہیں ہے جو یہ جہاد کرے گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کسی شخص کو یا کسی پارٹی کو نام لیکر کچھ کہنا مناسب نہیں ہے مگر بعض صورتیں ایسی ہیں جن پر قرآن کریم کی یہ آیت صادق آتی ہے کہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔

فساد خشکی پر بھی غالب آچکا ہے اور تری پر بھی غالب آچکا ہے۔ سمندر بھی زہریلے ہو گئے ہیں اور زمین کی فضا بھی زہر آلود ہو گئی ہے۔ ایسی حالت میں جن قدروں کی حفاظت کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی غلام جماعت کے سپرد کیا گیا ہے وہ غلام جماعت ان معنوں میں کہ جس طرح مسیح موعودؑ محمد رسول اللہؐ کے غلام ہیں اسی طرح یہ جماعت بھی محمد رسول اللہؐ اور اسلام ہی کی غلام ہے۔ پس غلام کا کام خدمت کرنا ہے اور اس خدمت کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ اگر آپ نے معاشرے کو بددیانتی سے بچانے کی کوشش نہ کی تو معاشرہ تو تباہ ہو ہی چکا ہے آپ بھی مارے جائیں گے کیونکہ نہی عن المنکر کا ایسا وقت آپہنچا ہے کہ اگر قومی طور پر آپ نے بددیانتی کے ذریعہ کمائے ہوئے رزق کے خلاف آپ نے جہاد نہ کیا تو آپ خود بھی ان بد عادتوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ بہت سے احمدی ہیں جو زخمی ہو چکے ہیں۔ وہ وقت نہیں رہا جب یہ کہا جاتا تھا کہ احمدیہ جماعت میں بددیانت آدمی ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ وہ وقت ختم ہو گئے جب یہ کہا جایا کرتا تھا اور مخالف بھی اعتراف کرتے تھے کہ حکومت کے نوکروں میں اگر کسی نے دیانت دار ڈھونڈنا ہے تو احمدی کو تلاش کرے۔ اب تو نہ حکومت کے نوکروں میں نہ باہر دیانت دار کی صورت دکھائی دیتی ہے اور دیانتداری سے توقع بھی اٹھ جاتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر جماعت احمدیہ نے دیانتداری کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں نہ لیا تو حقیقت یہ ہے کہ پھر جماعت میں بھی بددیانتی پیدا ہو جائے گی اور مجھے تکلیف کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ابھی بھی داخل ہونی شروع ہو گئی ہے۔ پھر جب یہ بڑھ جائے گی تو آپ کے بس میں نہیں رہے گی۔ کیونکہ بیماریاں جب جسم پر قبضہ کر لیا کرتی ہیں تو پھر ان بیماریوں کا انسان کے پاس کوئی حقیقی علاج نہیں رہتا۔ علاج ہوتے ہیں مگر بیماری اتنے زور سے شدت اختیار کر جاتی ہے کہ وہ علاج کے قابو میں نہیں رہتی۔ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

"اب میرا مدعا اور منشا اس بیان سے یہ ہے کہ جب خداتعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ

یہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہو

اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ آخرین منہم میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خداتعالیٰ کی طرف کریں......."

یہ وہ توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ سے رکھتے ہیں اور اس توقع میں حوالہ وہ دیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا آپ سے یہ توقع رکھتا ہے۔ آخرین منہم کا حوالہ دیکر بات کو خدا تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ نے چودہ سو سال پہلے آپ کا جو ذکر فرمایا۔ آخرین منہم آپ ہیں۔ آپ سے دنیا کی نجات وابستہ فرما دی گئی ہے۔ اگر آپ نے وہ مقام اور مرتبہ حاصل نہ کیا جس مقام اور مرتبہ تک یہ آیت آخرین منہم آپ کو پہنچا رہی ہے تو پھر دنیا کی اصلاح کی آپ کو استطاعت نہیں ہوگی۔ دنیا کی اصلاح کے آپ مجاز نہیں کہلا سکتے۔ آخرین منہم کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے تو وہ بہت دور ہونگے لیکن اپنے اخلاق، اپنے کردار، اپنی اطاعت کی روح کے لحاظ سے، اپنے ایمان کے لحاظ سے ایسے ہوں گے گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ کے وہ خوش نصیب ہیں جنہوں نے خود آپ سے تربیت حاصل کی ہے۔ کتنا بڑا مقام ہے اور ایک چھوٹے سے اشارے میں کتنی وسیع دنیا ہمارے سامنے کھڑی کردی گئی ہے۔ آخرین منہم کا جو مقام قرآن کریم نے ظاہر فرمایا ہے وہ صحابہ کا مقام ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے غلاموں سے ملانے والا مقام ہے اور یہ مقام اخلاقی قدروں اور ایمانی قدروں اور نیک اعمال کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں سے بات شروع کریں گے تو آپ دنیا کی اصلاح کے اہل قرار دیئے جائیں گے۔ پھر واقعۃً آپ کی طرف غیروں کی نظریں بھی اٹھیں گی جس طرح پہلے اٹھا کرتی تھیں اور سمجھا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں اگر کوئی اس ملک کو بچا سکتا ہے تو مسیح موعود کی یہ جماعت ہے جو بچا سکتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ آج سے پندرہ بیس سال پہلے تک بھی غیروں کو جماعت سے یہی توقع ہوا کرتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ شیخوپورہ میں چوہدری انور حسین صاحب کے ہاں بڑی دلچسپ مجلس لگی ہوئی تھی۔ چوٹی کے سیاستدان اور وکلاء جو شیخوپورہ کے تھے وہ آئے ہوئے تھے تو معاشرے کی حالت اور ملک کی حالت پر بحث ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے اٹھ کر بڑے زور سے کہا کہ سب باتیں ہو چکیں۔ تجزیئے ہو گئے سوال یہ ہے کہ نجات کیسے ہو؟ ہم کس بات پر ...؟ وہ غیر احمدی معزز انسان تھے۔ انہوں نے کہا کہ میری بات ... کر دو گے مگر میں نے آج سچی بات ضرور کرنی ہے۔ اب یہ ... اس طرح بچتا ہے کہ دس سال کے لئے جماعت احمدیہ کو ٹھیکہ پر دے دیا جائے۔ اس کے سوا اس ملک کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور میں سمجھتا تھا کہ اس کے خلاف بڑا سخت ردعمل اٹھے گا لیکن تمام سامعین نے تائید میں سر ہلایا کہ ہاں تم بات سچی کر گئے ہو۔ اب تو معاملہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اب تو اگر ٹھیکے پر دیں بھی تو جماعت بیس سال سے کم کے ٹھیکے پر لینے کا سوچ بھی نہیں سکتی لیکن اس ٹھیکے میں ہم کچھ نہیں مانگیں گے۔ ہم صرف انہیں دیں گے۔ یہ توقع رکھیں گے کہ جو نیک کام ہمیں کہتے ہیں تم تسلیم کرتے چلے جاؤ۔ جو نیک کوشش تمہارے لئے کریں گے اس کی تائید کرنا۔ تمہارے لئے دعائیں کریں گے لیکن میں جانتا ہوں کہ ملک کا مزاج اس بات کے لئے تیار نہیں ہے۔ پس ایک ہی انقلاب ہے جو اس ملک کو بچا سکتا ہے اور وہ

احمدیت کا حقیقی انقلاب

ہے جھگڑے کی باتیں چھوڑیں۔ ہمیشہ کے لئے ان کو اپنالیں کیونکہ جو آپ کی جھولی میں آئے گا وہ خدا کی جھولی میں آجائے گا اور اس کی حفاظت کا اس سے بہتر اور کوئی انتظام نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ : مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S. لندن کا مرتب کردہ خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے

(ادارہ)

قرارداد تعزیت بر وفات محترم صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب منجانب جماعت احمدیہ ناروے

یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ سلسلہ احمدیہ کے بزرگ اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود کے فرد صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی عمر ۷۹ سال تھی۔ آپ نے ۱۹۳۷ء میں انڈین آرمی میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ کمیشن حاصل کیا اور ۱۹۵۱ء میں کرنل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ۱۹۵۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قاتلانہ حملے کے بعد نظارت حفاظت خاص قائم کی گئی تو آپ اس نظارت کے ناظر مقرر ہوئے اس کے علاوہ آپ نے بحیثیت ناظر امور عامہ و دیگر جماعتی خدمات سرانجام دیں۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ اور مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے بھائی تھے۔ آپ کی شادی صاحبزادی نواب امۃ الحفیظ بیگم و حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صاحبزادی ذکیہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔

آپ نے اپنی بیوی کے علاوہ پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مشہور ماہر امراض قلب محترم کرنل ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب آپ کے ایک داماد تھے آپ ۱۹۴۰ء سے نظام وصیت میں شامل تھے۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ آپ کی اندوہناک وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کے پسماندگان کے لئے دعا گو ہیں کہ خدا انہیں صبر جمیل سے نواز ے اور مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے آمین

ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ ناروے

دعا کی درخواست

مکرم امجد احمد صاحب ز‌نکوسٹ جرمنی اپنے بیوی بچوں والدین و بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی اور اپنے کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

(اعانت بدر ۵۰/- روپے) (منیجر بدر)

قرآن مجید کی صداقتیں

اور جدید سائنسی تحقیقات سے انکی تصدیق

از مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب سابق صدر شعبہ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی و امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش

نور اور ظلمت

سورۃ النازعات میں آسمان کی رفعت کے ذکر کے ساتھ تاریکی اور روشنی کا ذکر بھی کیا گیا ہے قرآن مجید فرماتا ہے :-

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ
ضُحٰهَا -

(النازعات:۲۹-۳۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان آیات کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں

"رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ
ضُحٰهَا (النازعات ع ۲)

یعنی آسمان کو دیکھو کہ ہم نے اس کی بلندی کو خوب بلند کیا ہے اور پھر اسے تمام ضروری طاقتیں اور کمالات دئے ہیں اور اس کی قوتوں کو دو طرح کا بنایا ہے ایک مخفی جورات کی طرح پوشیدہ ہیں اور ایک ظاہر کہ دوپہر کی طرح روشن ہیں اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ نظام آسمانی ایک مکمل قانون پر مبنی ہے جس میں سے کچھ مخفی ہے اور غور اور فکر اور تدبر سے اس کا علم ہوتا ہے اور کچھ ظاہر و روشن ہے کہ ظاہری آنکھ بھی اس کا مطالعہ کر سکتی ہے یہ دونوں قسم کے قانون قانون قدرت کا مطالعہ کرنے والوں پر روشن ہے۔ سورج اور چاند کو ہی لے لو کچھ اثرات ان کے ایسے واضح ہیں کہ جاہل اور ان پڑھ لوگ بھی ان سے واقف ہیں۔ اور کچھ قانون ان کے ایسے مخفی ہیں کہ ہزاروں سالوں کے مشاہدہ کے بعد ان کا ایک نہایت خفیف حصہ علم ہیئت کے ماہر اور سائنسدان دریافت کر سکتے ہیں اور مزید تحقیقاتیں ہوتی جارہی ہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد اول جز اوّل صفحہ ۳۰۸)

ایک دوسری جگہ قرآن مجید فرماتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ

(الانعام آیت ۲)

یعنی ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور اندھیروں اور نور کو بھی بنایا ہے۔" (۶:۲)

موجودہ صدی میں کائنات کے مطالعہ سے بات نمایاں طور پر سامنے آئی ہے کہ ایک طرف کائنات میں بکثرت روشن اجرام پائے جاتے ہیں جیسا کہ روشن ستارے ہیں تاروں کے جھرمٹ (clusters) ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں انتہائی زیادہ توانائی دینے والے اجرام سماوی کا انکشاف ہوا۔ جو تاروں کی طرح حجم میں چھوٹے ہیں۔ لیکن توانائی دینے میں وہ galaxy کے برابر ہیں۔ ان اجرام سماوی کو (Quasars) کہتے ہیں۔

دوسری طرف یہ پتہ چلا کہ بہت سا مادہ کائنات میں ایسا پایا جاتا ہے جس کی یہ کیفیت ہے کہ نہ روشنی سے اس کا پتہ لگتا ہے نہ Gamma سے نہ X-Rays سے نہ ریڈیو کی شعاؤں سے۔ وہ کسی قسم کی شعائیں نہیں دیتا۔ صرف قوت کشش ثقل Gravity کے اثرات کے مطالعہ سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ مادہ موجود ہے اس مادہ کو جو Hidden Matter یعنی مخفی مادہ کہتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ ہم اس وقت نہیں جانتے ہیں اس لحاظ سے مادے کے دو اقسام مانے جاتے ہیں ایک وہ مادہ جو روشنی یا دوسری شعائیں دیتا ہے اس کو Luminous Matter یعنی روشن مادہ کہتے ہیں۔ دوسرا وہ مادہ جو کسی قسم کی شعائیں نہیں دیتا اس کو Hidden Matter یعنی چھپا ہوا یا مخفی مادہ کہتے ہیں۔ موجودہ جائزہ یہ ہے کہ کائنات میں مخفی مادہ بہت زیادہ ہے۔ روشن مادہ کی نسبت اس کی کیا حقیقت ہے یہ موجودہ سائنس کے اہم ترین مسئلوں میں سے ایک مسئلہ ہے۔

الغرض قرآن مجید نے جو فرمایا کہ جعل الظلمت والنور اور اغطش لیلہا واخرج ضحٰہا موجودہ سائنس کی تحقیقات اس کی تفسیر پیش کرتی ہیں۔

کائنات میں فنا کا سلسلہ

اجرام سماوی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بات بھی بتائی کہ اجرام فلکی جو گھوم رہے ہیں صرف ایک مقررہ وقت تک ہی چلیں گے یہ ہمیشہ چلنے والی چیزیں نہیں ہیں۔ جیسا کہ فرمایا

کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى

(الرعد آیت ۳) (فاطر آیت ۱۴) (الزمر آیت ۶)

یعنی ہر ایک ایک معین میعاد تک چل رہا ہے۔

(۱۳:۳) (۳۵:۱۴) (۳۹:۶)

موجودہ سائنس نے قرآن مجید کی اس صداقت کی بھی تصدیق کی ہے یہ تو ہم زمانے سے دیکھتے ہیں کہ انسان پیدا ہوتا ہے بڑا ہوتا ہے۔ پھر اس پر ضعف کا دور آتا ہے۔ اور وہ مر جاتا ہے اسی طرح جانوروں اور نباتات پر بھی موت آتی ہے لیکن زمین اور اجرام سماوی پر بھی موت آئے گی یہ اس زمانہ کی سائنس کی تحقیق ہے زمین کی عمر کا اندازہ چٹانوں کے معائنے سے لگایا جا سکتا ہے زمین کی عمر ساڑھے چار ارب سال ہے۔ سورج اور نظام شمسی کی عمر کا موٹا اندازہ پانچ ارب سال ہے۔ سورج میں ہائیڈروجن Nuclear Reaction کے ذریعہ ہیلیم Helium میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی حرارت اور روشنی قائم ہے۔ مزید پانچ ارب سال میں ہائیڈروجن ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد سورج کی زندگی ایک دوسرے دور میں داخل ہو جائے گی سورج کا حجم بہت بڑا ہو جائے گا سیارہ عطارد تک سورج کی حد پہنچ جائے گی۔ شدید گرمی کی وجہ سے اس وقت ہماری زمین کے سمندر اُبل جائیں گے۔ پھر اس کے بعد سورج پر ایک اور دور آئے گا جب کہ وہ سکڑتا جائے گا یہاں تک کہ اس کا حجم ایک سیارے کے حجم کا ہو جائے گا اس وقت سورج کی روشنی بہت کم ہوگی اس قسم کے تارے کو White Dwarf کہتے ہیں۔ یہ زمانہ سورج کی زندگی کے بڑھاپے کا زمانہ ہوگا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو Exploration of the Universe by Abell)

سورج ہمیں پیلے رنگ کا نظر آتا ہے۔ تاروں کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اور مختلف عمریں۔ الغرض وہ بے شمار تارے جو اس وقت گھوم رہے ہیں ان سب کی محدود عمر ہے۔ قرآن مجید نے جو یہ فرمایا کہ کلّ یجری لاجل مسمّی صرف ایک مقررہ وقت تک ہی چلیں گے موجودہ سائنس اس کی تصدیق کرتی ہے۔ (باقی)

درخواستہائے دُعا

٭ محترمہ والدہ صاحبہ مکرم طاہر احمد صاحب ہمبرگ (جرمنی) اپنی بیٹیوں امۃ الرقیب ناصرہ اور امۃ الوحید بُشریٰ کی صحت و سلامتی درازی عمر کے لئے نیز امۃ الرقیب کو نعمت اولاد عطا (ان شاء اللہ مبارک) ہونے کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

٭ اسی طرح نصرت جہاں صاحبہ، امۃ الرحمٰن مرحبہ، شمیم منظور صاحبہ، عابدہ فہیم صاحبہ، تسنیم عباس صاحبہ، رانا کشور سلطانہ صاحبہ، امۃ الکریم صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، والدہ ناصر محمود صاحب اعانت بدر میں رقم ادا کر کے اپنی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

(مینیجر بدر قادیان)

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

بہر حال یہ ہمارا فرض ہے کہ ایسی خبروں کی اشاعت سے قبل ذرا ٹھہر کر غور کیا جائے کہ اس کے پیش کرنے میں ہم نے عبرت کو مد نظر رکھا ہے یا قاری کی ذہنی آوارگی کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے؟

(منیر احمد خادم)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ: صفحہ اول سے

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

(الانعام آیات ۱۶۳ - ۱۶۵)

پھر فرمایا:

الحمد للہ کہ سفر نہایت کامیاب رہا یہاں سے جانے سے پہلے جو خطبہ دیا تھا اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ایک تحریر پیش کی تھی جس کے آخری حصے کے متعلق میں نے ذکر کیا تھا کہ میں انشاء اللہ ان چار امور کو جو اس میں درج ہیں ایک ایک کر کے وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو تحریر پیش کی گئی تھی وہ یہ ہے

ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجاً اور کِشْتٍ زرع کی طرح ہو گی اور وہ مقاصد و مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں ایک خاص رنگ ہو۔ تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوق اخوان میں خاص رنگ ہو۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۹ صفحہ ۵، ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا پہلا جزو یعنی "توحید کے اقرار میں بھی ایک خاص رنگ ہو"۔ آج کے خطبے کا موضوع ہے۔ حضور نے فرمایا آج مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے اسی طرح سوئٹزرلینڈ میں بھی آج جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ ان ہر دو نے درخواست کی ہے کہ آج کے خطبہ میں انہیں بھی یاد رکھا جائے۔ ان ہر دو مقامات کا حوالہ دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا یہ دونوں ممالک شرک کا گڑھ بنے ہوئے ہیں اگرچہ بظاہر شرک یہاں دہریت میں بدل گیا ہے۔ حضور نے فرمایا دہریت شرک ہی کی پیداوار ہے شرک جب اپنے بد نتائج کو کھل کر ظاہر کرتا ہے تو جو کڑوے پھل شرک کو لگتے ہیں ان میں ایک سب سے کڑوا پھل دہریت کا ہے۔ شرک کے نتیجہ میں انسان صرف دنیا کا ہو کر رہ جاتا ہے اور خدا سے اس کا تعلق کٹ جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج تمام عالم کی بدحالی بیماری کی تشخیص یہ ہے کہ توحید دنیا سے اُٹھ گئی ہے خواہ ہندو ہوں یا یہودی عیسائی ہوں یا مسلمان تمام مذاہب میں کئی قسم کے شرک راہ پا چکے ہیں اور قرآن مجید نے جس زمانے کی قسم کھائی ہے کہ اس میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے درحقیقت یہی وہ زمانہ ہے جو شرک کے نتیجہ میں ہمہ گیر گھاٹے میں تبدیل ہو گیا ہے۔ نبی اکرم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نصیحت فرمائی کہ تمہارا لا الٰہ الا اللہ ہی سب کچھ ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے توحید کا سمجھنا اور اس کو اپنے عمل میں داخل کرنا نہایت ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیاتِ قرآنی کا ترجمہ اور مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اعلان کر دے کہ مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے دی ہے اور وہ صراط مستقیم دین قیم ہے جو ابراہیم حنیف کی ملت ہے اور ابراہیم کسی پہلو سے بھی مشرک نہیں تھا (۱) وہ توحید خالص جسے دین قیم قرار دیا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وجود میں کس طرح جلوہ گر تھی فرمایا اے محمد تو اعلان کر کہ میری عبادتیں اور تمام قربانیاں اور میرا جینا مرنا کلیتہً خدا کے لئے ہے (۲) یہ ہے وہ توحید خالص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سارے وجود میں سرایت کر گئی۔ غیر اللہ کی ایسی نفی اس کامل شان کے ساتھ کسی نبی میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔ (۳) لَا شَرِيكَ لَهُ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ کہہ دے کیا خدا کے سوا میں کسی اور کو رب بنا لوں جبکہ وہ ہر چیز کا خود ہی رب ہے اور کوئی جان ایسا کام نہیں کرے گی جس کے متعلق اسے ذمہ دار قرار نہ دیا جائے اور کوئی دوسری جان کسی جان کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی اس میں ان تمام لوگوں کی نفی کی گئی ہے جو بتوں یا دیگر اولیاء کو خدا تو نہیں بلکہ خدا تک پہنچنے کے لئے واسطے کے طور پر قرار دیتے ہوئے شرک کرتے ہیں فرمایا کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ پھر ایسی حالت میں تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اور وہ تمہیں بتائے گا ان امور کے متعلق جن میں تم اس دنیا میں اختلاف کیا کرتے ہو۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آپ حقیقی طور پر توحید کا مضمون سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشادات اور آپ کی کُل زندگی کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا ہو گا۔ اسی طرح توحید کے نتیجہ میں جو آپ صلعم کا وجود اُبھر رہا ہے اس پر غور کرتے رہیں اور توحید کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کے نظاروں کو آپ کی سیرت میں دیکھیں کیونکہ توحید کا علم ایک سرچشمہ ہے جس سے ہم دنیا کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں حضور اقدس نے بعض احادیث مبارکہ بیان فرمائیں۔

پہلی حدیث حضور انور نے بخاری "کتاب الایمان" سے بیان فرمائی ہے "ایمان کی کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں (راوی کو ستر یا ساٹھ میں شک ہے) ان میں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ ہے اور ادنیٰ یہ ہے کہ تم راستے میں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔"

یہ حدیث بتاتی ہے کہ توحید ہی کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ انسانوں کی بھلائی کے جذبات اُبھرتے ہیں چنانچہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا مضمون اسی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

۲۔ دوسری حدیث حضور پُرنور نے مسلم کتاب الایمان سے ارشاد فرمائی۔ (خلاصہ) "جس نے یہ اقرار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کی جان اور مال قابلِ احترام ہو جاتے ہیں اور اس کو قانونی تحفظ حاصل ہو جاتا ہے باقی اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ اس کی نیت کے مطابق اس کو بدلہ دے گا۔ بہر حال کلمہ توحید پڑھنے کے بعد بندوں کی گرفت سے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔"

اس حدیث مبارک میں بتایا گیا ہے کہ حقیقی موحد وہ ہے جس پر ہر دوسرے انسان کی عزت حرام اس کی جان لینا حرام اس کا مال کھانا حرام گویا وہ اس کی ہر چیز کا امین بن جاتا ہے اور یہی امانت کا دوسرا رخ ہے جو بالمقابل تقاضا کرتی ہے کہ ایسے امانت دار کی جان مال اور عزت بھی محفوظ رہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ پاکستان کی عدلیہ کی اپیل کورٹ میں جو یہ فیصلہ دیا گیا کہ احمدیوں کو کلمہ پڑھنے کا حق ایسا ہے کہ اگر دوسرا شخص اس حق سے ان کو محروم نہیں کرتا اس لئے کلمہ پڑھنے کے "جرم" میں احمدیوں کو سزا نہیں دی جائے گی لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس خبر کے بعد وہ پکڑ سے آزاد ہو جاتے ہیں کیونکہ جس شخص نے کلمہ پڑھ لیا وہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق بندوں کی پکڑ سے آزاد ہے جہاں تک تمہارا یہ کہنا کہ اس نے بدنیتی سے پڑھا ہے تو اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ پس توحید ہی اس آزادی اور توحید کے سوا باقی سب چیزوں سے غلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں توحید پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان میں سیلاب
اور
خدمت خلق کے نظارے

موسم برسات کی موسلادھار بارشوں اور دریاؤں و نہروں کے کنارے ٹوٹ جانے کے باعث ان دنوں شمالی ہندوستان کے بعض صوبے خطرناک سیلاب کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں۔ کئی جگہ چھ چھ فٹ تک سیلاب کے پانی نے فصلوں مکانات اور مویشیوں کو بہت نقصان پہنچایا کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں صرف پنجاب میں اب تک دو صد سے زائد افراد موت کا شکار ہو چکے ہیں اب تک کروڑوں روپے کے نقصانات کا تخمینہ لگ چکا ہے۔ گندگی اور تعفن کے پھیلنے کے باعث متعدی امراض کے پھیلنے کا خدشہ ہے۔

قادیان میں بھی ۹ اور ۱۰ جولائی کی درمیانی شب ہلکے سے لے کر درمیانی سیلاب رہا۔ محلہ احمدیہ میں بالخصوص ڈھاب کے کنارے کے مکانوں، نو تعمیر شدہ بیوت الحمد کالونی اور کوٹھی دار السلام کے مکینوں کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ یہ اللہ کا فضل رہا کہ حال ہی میں نئی تعمیر شدہ تعلیم الاسلام مڈل سکول کی بالائی منزل گیسٹ ہاؤس سنبر اور چار منزلہ فلیٹس اس موقعہ پر احمدی اور غیر مسلم بھائیوں کے لئے مفید پناہ گاہوں کے طور پر کام آئے۔ کچھ احباب نے مسجد اقصیٰ میں بھی پناہ حاصل کی۔ الحمد للہ کہ دار المسیح کا ایریا معجزانہ طور پر سیلاب سے محفوظ رہا اور حفاظت اور خدمت خلق کے اعتبار سے دار الامان ہونے کا عملی ثبوت مہیا کرتا رہا۔ بعض نشیبی مکانوں میں کچھ مالی نقصان ہوا۔ گندم چاول اور دیگر ضروری گھریلو سامان سیلاب کی زد میں آ گیا۔

اس موقع پر محترم مولوی جلال الدین صاحب نیر قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ محترم محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم رشید الدین صاحب پاشا قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے خدام کو ساتھ لے کر سیلاب زدگان کی خدمت سرانجام دی۔ خدام نے پل بہشتی مقبرہ کی صفائی کے علاوہ رکے ہوئے پانی کی فوری نکاسی کے لئے بعض پلیوں کو توڑا اور سیلاب زدگان کے سامانوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے میں بھرپور تعاون دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بلا لحاظ مذہب و ملت لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیلاب زدگان کو کھانا دیا جاتا رہا۔ کثرت سے احباب نے پانچ یوم تک کھانا حاصل کیا۔

محلہ احمدیہ کی نسبت باقی شہر میں بہت نقصان ہوا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ اگر میونسپل کمیٹی کی طرف سے بروقت DRAIN کی صفائی کے علاوہ موسم برسات سے قبل ڈھاب کی بوٹی کو صاف کروا دیا جاتا تو قادیان سیلاب کی زد سے کافی حد تک محفوظ رہ سکتا تھا۔ اب بھی حکام کو سیلاب زدگان کی معقول امداد اور بیماریوں کی روک تھام کے لئے فوری حرکت میں آنے کی ضرورت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیلاب زدگان کے نقصان کی تلافی فرمائے اور مخلوق خدا پر اپنا رحم نازل فرمائے آمین

ضروری اطلاع

قادیان اور مضافات میں شدید بارش اور سیلاب کے باعث فضل عمر پرنٹنگ پریس کی عمارت اور مشینری بھی متاثر ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ شمارہ جو ۱۵/۲۲ جولائی کی اشاعت پر مشتمل ہے تاخیر سے قارئین کی خدمت میں پہنچ رہا ہے اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں (منیجر بدر قادیان)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
نہرا جیولرز
MS/ PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقبال روڈ۔ ربوہ پاکستان
PHONE - 04524 - 649
پروپرائیٹرز
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE - UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING 4378/4B, MURARI LAL LANE
ADDRESS ANSARI ROAD NEW DELHI-110002. (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282643
FAX :- 91-11-3755121 SHELKANEW DELHI.

بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمد للہ ہے (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBER LOG SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشاد نبوی
اذکروا موتاکم بالخیر
اپنے مرنے والوں کو ہمیشہ نیکی کے ساتھ یاد کیا کرو
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۵ بینٹنگ اسٹریٹ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) L.T.D
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ۔ مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ۔ ہوائی چپل۔ ہیئر ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

الیس اللہ بکاف عبدہ
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028- 5137 - 5206.